ڈاکٹر محمد ارشد اویسی
شعبۂ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
میمونہ سبحانی
شعبۂ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

ون یونٹ کی تشکیل کے بعد مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی میں نفاذ اردو کی کوششیں (۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۸ء)

Dr. Muhammad Arshad Awasi
Department of Urdu, G C University, Faisalabad
Memoona Subhani
Department of Urdu, G C University, Faisalabad

Efforts for Implementation of Urdu made by West Pakistan Legislative Assembly after Constituted One Unit

West Pakistan Legislative Assembly Constituted under the Establishment of West Pakistan, Act 1955. It helds its first sitting on may 19, 1956 and dissolved Urdu Proclamation of Martial Law on 7th October, 1958. The Assembly had a life of 2 years 4 months and 19 days.[۱] Rules and Regulations were formulated for the smooth running of the Assembly. Use the language of the Assembly as per rules, had been Urdu. However, in exceptional circumstances, the members were allowed to express their views in English, Punjabi, Pashto, Sindhi and Balochi languages. The members of the West Pakistan Legislative Assembly emphasized the need of adopting Urdu language for framing of the resolutions, question, legislative bill and other business of the house. This article focuses on the proceeding of the Assembly from 19, May 1956 to its last session 25-28 August, 1958.[۲]

قیام مغربی پاکستان ایکٹ ۱۹۵۵ء(The Establishment of West Pakistan Act, 1955) کے تحت ۱۵۔اکتوبر ۱۹۵۵ء سے صوبہ پنجاب کے علاقے، شمال مغربی سرحدی صوبہ، سندھ، بلوچستان، بہاول پور، خیر پور، امب، چترال، دیر، سوات اور تمام قبائلی علاقے صوبہ مغربی پاکستان میں شامل کر لیے گئے۔[۳] مذکورہ قانون کے تحت مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی کی ۳۱۰ نشستیں تھیں۔جن کو مختلف زمروں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ۱۰ عام نشستیں، ۲۹۰ مسلم نشستیں اور خواتین کے لیے ۱۰ نشستیں۔مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی کا پہلا اجلاس ۱۹۔مئی ۱۹۵۶ء کو ہوا۔ ۲۰۔مئی ۱۹۵۶ء کو چودھری فضل الٰہی، قائم مقام سپیکر مرزا ممتاز حسین قزلباش کے کاسٹنگ ووٹ پر سپیکر منتخب ہوئے۔[۴]

(مغربی پاکستان کے گورنر جناب مشتاق احمد گورمانی نے آئین کے تحت اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس اسمبلی کے ایک رکن جناب ممتاز حسین قزلباش کا سپیکر کے باقاعدہ انتخاب تک بطور سپیکر فرائض انجام دینے کے لیے تقرر کیا۔) ڈپٹی سپیکر حاجی سید مہر علی شاہ منتخب ہوئے۔اس مدت کے دوران مغربی پاکستان کے وزرائے اعلیٰ میں سردار عبدالحمید خان دستی ۲۱۔جنوری ۱۹۵۶ء تا ۳۰۔اپریل ۱۹۵۶ء) ڈاکٹر خان صاحب (۱۴۔اکتوبر ۱۹۵۵ء تا ۱۶۔جولائی ۱۹۵۷ء) سردار عبدالرشید خان (۱۶۔جولائی ۱۹۵۷ء تا ۱۸۔مارچ ۱۹۵۸ء) اور نواب مظفر علی خان قزلباش (۱۸۔مارچ ۱۹۵۸ء تا ۷۔اکتوبر ۱۹۵۸ء) شامل ہیں۔ ۷۔اکتوبر ۱۹۵۸ء کو صدر پاکستان نے آئین کو منسوخ کر کے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو تحلیل کر دیا اور ملک بھر میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔اس وقت ۱۹۵۶ء کے آئین کے تحت قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے پہلے عام انتخابات کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔اس کے جلد ہی بعد صدر اقتدار سے دست بردار ہو گئے اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر نے ۲۷۔اکتوبر ۱۹۵۸ء کو صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔

یہ بحث پنجاب اسمبلی میں شروع ہی سے (یکم نومبر ۱۸۹۷ء کو پنجاب اسمبلی نے اپنا ارتقائی سفر شروع کیا) کسی نہ کسی طور پر جاری رہی کہ اردو ہی ذریعہ اظہار ہو۔پنجاب اسمبلی کے مختلف ادوار میں معزز اراکین اسمبلی نے اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلہ میں مختلف انداز میں آواز بلند کی اور حکومت کو اہم قومی فریضہ کی بجا آوری کی طرف متوجہ کیا۔اردو کے نفاذ کے لیے مسودات قانون پیش کیے، قانون سازی کے دوران میں ترامیم کے نوٹس دیے۔بجٹ اردو میں پیش نہ کیے جانے پر احتجاج کیا، سوالات اُٹھائے، قراردادیں پیش کیں، پوائنٹ آف آرڈر پر قومی زبان کی اہمیت وضرورت کی وضاحت کی، اردو سے بے اعتنائی پر احتجاجاً واک آوٹ کیا، اردو میں ایجنڈا مہیا کرنے کا مطالبہ کیا، کورم نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ ۸۰ فیصد ارکان انگریزی نہیں سمجھتے تحریک التوائے کار پیش کی گئیں، اسمبلی میں ذریعہ اظہار پر سپیکر کی رولنگ اور اردو کے نفاذ کے سلسلے میں معزز اراکین کی طرف سے استحقاق کی تحریکیں بھی زیر بحث آئیں۔قومی زبان اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کا یہ کردار اردو زبان کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

تلاوتِ قرآن پاک اور اُردو ترجمہ

حافظ خواجہ غلام سدید الدین نے ایک موقع پر کہا کہ ''پہلے یہ دستور تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد ممبران کو اس کا اردو ترجمہ سنایا جاتا تھا مگر اس مرتبہ ایسا نہیں کیا جا رہا۔ترجمہ سنانے سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ ان ممبران کو جو عربی زبان سے ناواقف ہوتے تھے پتہ چل جاتا تھا کہ قرآن مجید میں کیا کیا احکامات ہیں۔'' صاحب سپیکر نے اس ضمن میں کہا کہ اسمبلی کے قاری آج رخصت پر ہیں ان کی واپسی پر قرآن پاک کی آیات کا اردو ترجمہ سنا دیا جایا کرے گا۔خواجہ صاحب نے مزید کہا کیا موجودہ قاری صاحب قرآن کا ترجمہ نہیں کر سکتے تھے تو صاحب سپیکر نے فرمایا اگر آپ نے پہلے بتایا ہوتا تو وہ ضرور ترجمہ سنا دیتے۔[۵]

تلاوتِ قرآن پاک اور ترجمہ کے بعد خان عبدالجبار خان مہمند نے تجویز دی اور کہا میری گزارش ہے کہ تلاوت قرآن شریف کم از کم پانچ منٹ کے لیے ہو اور سب ممبران کو چاہیے کہ کھڑے ہو کر خاموشی سے سنیں۔[۶]

Inclusion of Quranic text or its translation in the proceedings.

میاں محمد شفیع نے پوائنٹ آف آرڈر پر جاننا چاہا کہ تلاوت کی گئی قرآن پاک کی آیات اور اس کا ترجمہ کارروائی کا حصہ ہے تو جناب سپیکر نے کہا نہیں That cannot be done under the rules because the Qari is not a member of this House.

اس حوالے سے نجم الہند خواجہ حافظ غلام سدیدالدین نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا جناب والا! اس وقت جو قرآن پاک کا ترجمہ پڑھا جاتا ہے اگر اسے تبرکاً کارروائی میں شامل کر لیا جائے تو اچھا ہے تو صاحب سپیکر نے جواب میں کہا اسمبلی کی کارروائی جو چھپتی ہے اس میں تلاوت قرآن پاک کے متعلق ذکر ہوتا ہے اگر آپ ترجمہ بھی چھپوانا چاہتے ہیں تو آپ کو قواعد میں ترمیم کرانا ہوگی۔

نجم الہند خواجہ حافظ غلام سدیدالدین نے کہا جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر عربی متن نہیں چھاپا جا سکتا ہے تو اردو ترجمہ ہی چھاپ دیا جائے۔ جس طرح اردو اور انگریزی میں کارروائی چھپتی ہے اسی طرح وہ بھی چھاپ دیا جائے۔

صاحب سپیکر نے اس پر پھر کہا جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے جب قواعد میں ترمیم ہوگی اس وقت ایسا کر دیا جائے گا۔[۷]

RULING

Recitation from the Holy Quran not part of the proceedings.(۸)

Mian Muhammad Shafi: On a point of order, Sir. In all the parliaments of the world the recitation from Bible or other religious books forms part of the proceedings. Last time when I raised this point, you were kind enough to observe that you would consider this proposal whether recitation from the Holy Quran should form part of the proceedings of the House or not. I hope Sir, you will be pleased to give your ruling this time.

Mr. Speaker: We have made new rules of proceedure which will come before the House. You can move an amendment to this effect at that time.

Rana Gul Muhammad Noon alias Abdul Aziz Noon: What is the procedure according to the present Rules.

Mr. Speaker: Proceedings commence after the recitation.

پوائنٹ آف آرڈر اور اردو

انگریزی تقاریر کا اردو ترجمہ:

مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی کے پہلے اجلاس کی صدارت جناب ممتاز حسین قزلباش کر رہے تھے۔ اراکین نے ابھی تک

حلف نہیں اٹھایا تھا کہ میاں محمد شفیع، جناب جی ایم سید، خان سردار بہادر خان، رانا گل محمد نون المعروف عبدالعزیز نون اور خواجہ حافظ غلام سدید الدین نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہی جنہیں یہی کہا جاتا رہا کہ حلف سے پہلے پوائنٹ آف آرڈ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ خواجہ حافظ غلام سدید الدین نے اردو کے حوالے سے جو بات کی وہ کچھ یوں ہے۔ ''میں آپ کی توجہ ضابطہ کی طرف منعطف کراتا ہوں یہاں دو ممبر ایسے ہیں جو انگریزی زبان سے بے بہرہ ہیں ان کے متعلق جناب کا حکم کیا ہے؟ ان کے لیے باقی صاحبان کے خیالات کی ترجمانی کیسے ہوگی؟'' ایکٹنگ سپیکر نے قواعد کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ قواعد میں اس کے متعلق صراحتاً تحریر ہے کہ جو ممبر صاحبان اردو میں بولنا چاہیں وہ اردو میں بولیں اور جو ممبر کسی دیگر زبان میں بولنا چاہیں وہ اس میں بولیں۔ خواجہ صاحب نے اس پر ایک اور نکتہ پیش کیا کہ ''جو ممبر صاحبان اردو بھی سمجھتے ہیں اور انگریزی بھی ان کو فہمائش کی جائے کہ وہ اردو دان طبقہ کو سمجھانے کے لیے اردو زبان میں بولیں۔ اس طرح ہر ممبر ایوان کی کارروائی کو بخوبی سمجھ سکے گا۔'' ایکٹنگ سپیکر نے وضاحتاً کہا ''یہ ان کے اختیارِ تمیزی پر چھوڑا جا سکتا ہے کہ وہ چاہے اردو میں بولیں اور چاہے اردو میں نہ بولیں۔ اگر کوئی اردو میں بولنا چاہیں تو وہ اردو میں بول سکتے ہیں اور اگر کوئی انگریزی میں بولنا چاہے تو انگریزی میں بول سکتے ہیں۔ کسی خاص زبان میں بولنے کے لیے ان کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔'' خواجہ صاحب نے پھر کہا ''میرے پوائنٹ آف آرڈر کی طرف جناب نے توجہ نہیں فرمائی جو ممبر صاحبان دونوں زبانوں سے واقف ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ وہ اردو میں اپنے مافی الضمیر کو ادا نہیں کر سکتے۔ اس پر ڈاکٹر خان صاحب، وزیر اعلیٰ نے کہا کہ پہلے ہمیں تقریب حلف وفاداری کو تکمیل تک پہنچانا چاہیے تاکہ ایوان مکمل ہو بعد ازاں ان معاملات کو پارلیمانی طریق پر حل کر لیا جائے گا۔ قاضی مرید احمد نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ کوئی محترم رکن صرف اسی صورت میں انگریزی بول سکتے ہیں جب وہ پہلے اعلان کریں کہ وہ اردو نہیں بول سکتے۔[۹]

قواعد کا حوالہ دیتے ہوئے قاضی مرید احمد نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا ''کہ قواعد کی رو سے یہ ضروری ہے کہ وہ ممبر جو پہلے انگریزی زبان میں تقریر کرنا چاہتا ہے پہلے وہ اعلان کرے کہ وہ اردو یا پشتو یا سندھی میں اپنا مطلب بخوبی بیان نہیں کر سکتا۔ یہاں یہ حال ہے کہ سوال کا جواب تو انگریزی میں پڑھ دیا جاتا ہے لیکن جب ضمنی سوالات کا جواب دینے کا وقت آتا ہے تو چونکہ وہ انگریزی بول نہیں سکتے اس لیے ان کے جوابات اردو یا سندھی میں دیتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ یا تو وہ سیدھے انگریزی کی پٹڑی پر چلیں یا اردو کی پٹڑی پر۔

صاحب سپیکر: سوالات کے متعلق اس ایوان کی روایات یہ ہیں کہ اگر کوئی ممبر انگریزی کے سوائے کسی اور زبان میں اپنے سوال کا جواب چاہتے ہوں تو وہ دفتر کو اس کی تحریری اطلاع دیں۔ ان کو اسی زبان میں سوال کا جواب مہیا کر دیا جائے گا۔

ضمنی سوال کے متعلق رانا گل محمد نون المعروف عبدالعزیز کہہ رہے تھے کہ جب ضمنی سوال انگریزی میں پوچھا جائے تو اس کا جواب انگریزی میں دیا جانا چاہیے۔ اگر اردو میں یا کسی دوسری زبان میں تو پھر اس کا جواب اسی زبان میں دینا چاہیے۔ اس کے متعلق صاحب سپیکر نے کہا ''جہاں تک ضمنی سوالات کا تعلق ہے یہ جواب دینے والے کی سہولت پر منحصر ہے کہ وہ جس زبان میں چاہیں جواب دیں۔'' اس سلسلہ میں وزیر صحت نے کہا ''کیا یہ امر شرمناک نہیں کہ مسلم لیگ جو اردو کے لیے اتنا پروپیگنڈہ کرتی رہی ہے اس کے اراکین اس بات پر مصر ہو رہے ہیں کہ یہاں انگریزی بولی جائے۔'' قاضی مرید احمد نے ان حالات میں کہا اگر وہ انگریزی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں تقریر نہیں کر سکتے تو قواعد کے مطابق پہلے انہیں یہ اعلان کرنا چاہیے اور پھر صرف انگریزی میں تقریر کرنا چاہیے۔ بھانت بھانت کی بولیاں نہیں بولنی چاہئیں۔ کوئی فقرہ انگریزی میں کوئی اردو میں یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔[۱۰]

وقفہ سوالات کے دوران قاضی مرید احمد نے کہا حضور والا! میں جناب کی توجہ ایوان کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۵۱ کی طرف

دلاتا ہوں اس کے الفاظ یہ ہیں:

51. Members shall address the Assembly in the Urdu Language, but any member who declares that he can express himself better in the English language or in any other recognised language of the province may address the Assembly in that language.

میرا امر ضابطہ یہ ہے کہ ہم کئی دنوں سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں انگریزی زبان میں تقریر کرنا بڑی قابلیت سمجھا جاتا ہے حالانکہ قاعدہ ۵۱ کی رُو سے ان ممبران کے لیے جو اردو کے سوا کسی اور زبان میں تقریر کرنا چاہیں یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے اعلان کریں کہ وہ اس زبان میں اپنے خیالات کا اظہار بہتر طریق سے کر سکتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔ بیگم صاحبہ (بیگم طاہرہ اعجاز حسین آغا) اردو اچھی طرح جانتی ہیں یا نہیں لیکن اگر وہ انگریزی میں اپنے خیالات کا اظہار اچھی طرح کر سکتی ہیں تو قواعد کی رو سے انہیں پہلے یہ اعلان کرنا چاہیے۔ دیگر ممبر صاحبان کو بھی جو انگریزی بولنا چاہتے ہیں پہلے اعلان کرنا چاہیے کہ وہ بھی انگریزی کے غلام ہیں اور انگریزی روایات کا احیاء ان کے لیے باعث فخر ومباہات ہے۔ صاحب سپیکر نے کہا اس کے متعلق پہلے رولنگ دی جا چکی ہے۔ میں اسے دھرانا مناسب نہیں سمجھتا تو قاضی صاحب نے کہا اس رولنگ کو بار بار توڑا جا رہا ہے۔[۱۱]

قاضی مرید احمد نے ایک بار پھر قاعدہ ۵۱ کی طرف توجہ مبذول کروائی اور کہا ''حضور والا! صبح سے اس وقت تک میں دیکھ رہا ہوں کہ جس طرف سے بھی کوئی صاحب اٹھتے ہیں خواہ وہ ٹریژرری بنچز سے ہوں یا حزب اختلاف کی طرف سے بلکہ آنریبل سپیکر بھی اس دفعہ کو نہایت بری طرح سے دفع کر رہے ہیں اور اس کی قطعی کوئی پرواہ نہیں کر رہے۔ حضور والا! Rules of Procedure کی کاپی اس لیے مہیا کی گئی ہے کہ ہم اس کا احترام کریں۔ حضور والا! میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ صاحب جن کا قارورہ انگریز May's کے ساتھ ملا ہوا ہے انہیں چاہیے کہ قواعد کی رُو سے یہ اعلان کریں کہ وہ دیسی نہیں ہیں بلکہ بدیشی ہیں اور اس دفعہ کے ماتحت اس امر کا اعلان کریں کہ وہ اردو میں تقریر نہیں کر سکتے۔ مجھے امید ہے کہ آنجناب خاص طور اس امر ضابطہ کی طرف توجہ فرمائیں۔

جناب محمد ہاشم گزور نے کہا ممبر صاحب نے کہا ہے کہ جو اردو نہیں بول سکتے وہ بدیشی ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سندھی، بلوچی اور پشتو بولتے ہیں پاکستانی نہیں بدیشی ہیں لہٰذا انہیں کہا جائے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

صاحب سپیکر: آپ نے قارورہ اور بدیشی کے جو الفاظ ارشاد فرمائے ہیں یہ مناسب نہیں۔ آپ واپس لے لیں۔

قاضی مرید احمد: میں واپس لیتا ہوں۔[۱۲]

Point of Order Re-Language of the Assembly

پوائنٹ آف آرڈر پر قاضی مرید احمد کہہ رہے تھے کہ رولز آف پروسیجر کی دفعہ ۵۱ میں وضاحت موجود ہے کہ اسمبلی کی زبان اردو ہوگی۔ ماسوائے ان ممبران کے جو اردو نہیں بول سکتے اور وہ بھی ہاؤس کے سامنے اس امر کا اعلان کر دیں کہ وہ اردو کے سوا کسی اور زبان میں تقریر کرنے پر مجبور ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ کئی روز سے قواعد وضوابط سے بے نیاز ہو کر اس دفعہ کو بری طرح پامال کیا جا رہا ہے۔ محترم حاجی شیر احمد صاحب نے اپنی قومی زبان اردو میں سوال کیا ہے انہیں اردو ہی میں جواب ملنا چاہیے تھا اور یقیناً وزیر صاحبان اردو میں اچھی طرح جواب دے سکتے ہیں لیکن اپنے اعمال چھپانے کے لیے اسمبلی کی زیادہ تر تقریریں اور سوالات کے جوابات انگریزی میں دیے جاتے ہیں جبکہ اس ہاؤس کا ۸۰ فیصدی

حصہ انگریزی نہ جاننے کی وجہ سے تمام کارروائی سے بے بہرہ اور محروم رہتا ہے۔ وزیر صاحبان کی طرف سے دیدہ دانستہ یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے تا کہ ۸۰ فیصد ممبران محروم رہیں۔ انہوں نے مزید کہا___ صدر محترم! میں پھر دہراتا ہوں کہ رولز آف پروسیجر کی دفعہ ۱۵ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اسمبلی کی زبان اردو ہوگی اس لیے ساری کارروائی اردو میں ہونی چاہیے۔ البتہ جو ممبران اردو نہیں بول سکتے وہ اس ہاؤس سے اجازت لے لیں کہ وہ اردو کے سوا کسی دوسری زبان میں تقریر کرنے پر مجبور ہیں۔ ممکن ہے اس طرف بھی کوئی ایک آدھ بدقسمت ممبر موجود ہو جو اپنی قومی زبان میں تقریر نہ کر سکتا ہو یا قومی زبان میں تقریر کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہو۔

صاحب سپیکر نے کہا اس سلسلہ میں جہاں تک سوالات کا تعلق ہے اگر کوئی ممبر چاہے کہ اس کے سوالات کا جواب اردو میں دیا جائے تو وہ ممبر اس امر کا اظہار کرے۔ عام طور پر چونکہ سوالات انگریزی میں ہوتے ہیں اس لیے ان کے جوابات انگریزی ہی میں تیار کیے جاتے ہیں۔ دفعہ ۱۵ کا تعلق خاص طور پر تقریروں سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی ممبر اردو میں کچھ کہنا چاہے تو وہ کہے لیکن اگر وہ اچھی طرح اپنی بات کی وضاحت نہیں کر سکتا تو وہ انگریزی یا کسی دوسری زبان میں بول سکتا ہے۔

بعض اوقات ایسے مضامین ہوتے ہیں کہ ان پر اظہار خیال صرف انگریزی میں وضاحت کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً Bills مسودہ ہائے قانون ہیں۔ وہ ابھی انگریزی کے سوا کسی دوسری زبان میں نہیں بن سکتے۔ کیونکہ دوسری زبان میں وہ الفاظ رائج نہیں ہیں جب تک اس ایوان میں قانون سازی کا تعلق انگریزی سے ہے اس وقت تک انگریزی اس ایوان سے نکالی نہیں جا سکتی۔ اگر آپ اس بات پر مصر رہیں گے تو تمام قوانین غلط ہو جائیں گے۔ اس لیے کوشش یہ ہوگی کہ جو صاحب اردو میں تقریر کرنا چاہیں وہ اردو میں کریں اور جو اردو میں اچھی طرح کچھ بیان نہیں کر سکتے وہ انگریزی میں تقریر کریں۔

قاضی مرید احمد نے پھر اپنی بات کو دہرایا' آپ نے سوالات کے سلسلہ میں اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ جو حضرات انگریزی میں سوال پوچھیں گے ان کو انگریزی میں جواب دیا جائے گا اور جو اردو میں سوال پوچھیں گے ان کو اردو میں۔ تو صاحب سپیکر نے کہا نہیں میں نے یہ کہا تھا کہ جو صاحب اپنے سوالات کے جوابات اردو میں چاہتے ہیں وہ لکھ کر دیں کہ وہ ایسا چاہتے ہیں۔

قاضی مرید احمد: اور جو صاحب کچھ لکھ کر نہ دیں اگر ان کے سوالات اردو میں بھیجے جائیں تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ان کے جوابات اردو میں مل سکیں؟

صاحب سپیکر: اس کے متعلق میں یہ واضح کردوں کہ سیکرٹریٹ سے تمام سوالات کے جواب انگریزی میں ہی آتے ہیں اور جو صاحب اردو میں چاہتے ہیں ان کے لیے یہاں اسمبلی کے دفتر میں اردو میں ترجمہ کر دیا جاتا ہے۔

ایک ممبر: کیا سندھی میں بھی ترجمہ ہو سکتا ہے؟

صاحب سپیکر: سندھی کا وہی درجہ ہے جو پشتو کا۔

قاضی مرید احمد: جناب والا! میں پھر یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب سوال نامہ اردو میں بھیجا جاتا ہے تو اس کا جواب اردو میں کیوں نہیں دیا جاتا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اردو میں سوال ہو اور کوئی انگریزی میں اس کے جواب کو سمجھ سکے؟ یہ تو ''زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم'' والا معاملہ ہے۔

صاحب سپیکر: اگر یہ لکھ کر دیا جائے کہ آپ کے کس سوال کا جواب اردو میں دیا جائے تو ایسا ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ سیکرٹریٹ سے تو جوابات انگریزی میں آتے ہیں مگر آپ کی خواہش کے مطابق ان کا ترجمہ یہاں اردو میں کرا دیا جاتا ہے۔

ملک عبدالجبار خان مہمند (پشتو): صاحب صدر! ہم تو انگریزی نہیں جانتے اور نہ ہی اردو بول سکتے ہیں۔ اس واسطے ہم تو پشتو میں تقریر یا سوالات کریں گے۔[۱۳]

خان وطن بادشاہ خان کا پشتو میں پوائنٹ آف آرڈر جسے اردو میں رپورٹ کیا گیا۔''جناب میری عرض یہ ہے کئی دفعہ پہلے بھی عرض کی گئی ہے کہ ایجنڈا اردو میں دیا کریں مگر یہ اردو میں نہیں دیتے بلکہ انگریزی میں دیتے ہیں۔جس کو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں۔اگر انگریزی میں دیتے ہیں تو پھر ایک کلرک مقرر کریں جو سمجھا سکے۔[۱۴]

خان فقیرا خان جدون نے پوائنٹ آف پریولیج پر کہا جناب والا! آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہندوستان میں اب تمام کاروبار ہندی زبان میں ہوتا ہے لیکن یہاں تو بات ہی کچھ اور ہے۔کبھی پشتو کا سوال اٹھایا جاتا ہے کبھی سندھی کا اور کبھی انگریزی میں ہی تقریریں ہوتی ہیں۔ اب آپ خیال فرمائیں جناب سردار عبدالرشید صاحب نے بجٹ کی کتابیں کوئی پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے تیار کرائی ہیں چونکہ یہ انگریزی زبان میں تھیں اس لیے ایک معزز ممبر نے (میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا) بیڈن روڈ پر بجٹ کی کتابیں فروخت کر دیں۔اس لیے میری گزارش ہے کہ ہاؤس میں ایسی زبان میں تقریریں کی جائیں جو سب ممبران سمجھ سکیں۔

صاحب سپیکر: یہ زبان کا مسئلہ کئی دفعہ پیش ہو چکا ہے۔میں حیران ہوں کہ ہر روز اسے کیوں چھیڑا جاتا ہے۔

رانا گل محمد نون المعروف عبدالعزیز نون: کیا معزز بھائی سے پوچھ سکتا ہوں کہ آیا کوئی آنریبل منسٹر ہے جس نے ایسا کیا ہے؟

خان فقیرا خان جدون: جی نہیں۔ایک ایم۔ایل۔اے صاحب ہیں جن کو قاضی مرید احمد صاحب جانتے ہیں۔

پیرزادہ مولوی محمد اسلام الدین: کیا آپ اس کا نام لے سکتے ہیں؟

قاضی مرید احمد: جناب والا! مولوی اسلام الدین صاحب کی کاغذ فروشی کے متعلق میں کسی قسم کی کوئی گواہی دینے کو تیار نہیں ہوں۔(مسلسل قہقہے)[۱۵]

اگلے روز پیرزادہ مولوی محمد اسلام الدین نے نکتہ استحقاق پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کی توجہ نوائے وقت مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء کی ایک سرخی کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔سرخی یہ ہے۔''بجٹ ردی میں فروخت کر دیا'' اب میں اس سرخی کے نیچے کا حصہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

آج مغربی پاکستان اسمبلی میں ترقیاتی سیس بل پر بحث کے دوران ایک رکن انگریزی میں تقریر کر رہے تھے کہ ری پبلکن رکن مسٹر فقیرا خان جدون نے پوائنٹ آف آرڈر پیش کر کے مطالبہ کیا کہ تقریر اردو میں کی جائے کیونکہ ایوان کے اکثر ارکان انگریزی سے بالکل نا آشنا ہیں۔آپ نے کہا کہ ارکان اسمبلی کی انگریزی سے ناواقفیت کی حالت یہ ہے کہ پرسوں اس ایوان میں سالانہ میزانیہ کے تخمینہ جات کی انگریزی میں چھپی ہوئی جو ضخیم کتب سپلائی کی گئی تھیں وہ ایک رکن نے کل بیڈن روڈ کے ایک دکاندار کے پاس بطور ردی فروخت کر دی ہیں کیونکہ وہ انہیں پڑھ ہی نہیں سکتے تھے۔

رانا گل محمد نون المعروف عبدالعزیز نون: کیا وہ صاحب صوبائی کابینہ کے رُکن ہیں؟

خان فقیرا خان جدون: قاضی مرید احمد اور مولوی محمد اسلام الدین کو رکن کے نام کا پتہ ہے ان سے پوچھیے۔

قاضی فقیرا خان جدون: میں مولوی اسلام الدین کے خلاف کسی الزام کے ثبوت کے لیے شہادت دینے کو تیار نہیں۔

قاضی مرید احمد: میں مولوی اسلام الدین کے خلاف کسی الزام کے ثبوت کے لیے شہادت دینے کو تیار نہیں۔

پیرزادہ مولوی محمد اسلام الدین: جناب میرا نکتہ استحقاق یہ ہے کہ کل انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ میں مولوی اسلام الدین کے خلاف کسی الزام کے ثبوت کے لیے شہادت دینے کو تیار نہیں۔اس سے میری توہین ہوئی ہے۔انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔میں قاضی مرید احمد کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس الزام کو ثابت کریں۔میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میرے پاس سنہ ۱۹۵۱ء سے لیکر آج تک تمام بجٹ کی کاپیاں موجود ہیں۔جناب

والا! یہ یہاں لائن میں بیٹھنے والے بیسیوں ایم۔ایل۔اے حضرات اس بات سے آگاہ ہیں کہ قاضی مرید احمد یہاں سے کاغذ لے کر جاتے ہیں اور اسے ردی میں بیچ ڈالتے ہیں۔(قہقہہ)

صاحب سپیکر: ازراہِ کرم میری بات سنیے۔اگر اخبار میں یہ غلط لکھا گیا ہے تو یہ اخبار کا قصور ہے۔اگر قاضی صاحب نے یہ کہا تھا اور اخبار نے اس کی صحیح رپورٹ شائع کی ہے تو قاضی صاحب کو یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں لیکن ساتھ ہی آپ وہی الزام قاضی صاحب پر لگا رہے ہیں جس کے خلاف آپ نے نکتہ استحقاق پیش کیا ہے کہ آپ کی توہین ہوئی ہے۔

شیخ ظفر حسن: حضور یہ دونوں ہی غلطی پر ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ یہ ردی حلوے والے کے پاس بکی ہے پان والے کے پاس نہیں بکی ہے۔

پیرزادہ مولوی محمد اسلام الدین: صاحب میرا نکتہ استحقاق یہ ہے کہ اس سے لوگ یہ سمجھیں گے کہ کیونکہ میں انگریزی نہیں جانتا اس لیے میں نے بجٹ کی کاپی دکاندار کے پاس بطور ردی فروخت کر دی۔[۱۶]

جناب جی ایم سید انگریزی میں اظہار خیال کر رہے تھے کہ ارباب شیر افضل خان نے استدعا کی کہ سید صاحب سے کہا جائے کہ اردو میں تقریر کریں کیونکہ ایوان کی اکثریت اردو کو زیادہ پسند کرتی ہے۔

اس پر مسٹر جی۔ایم سید نے کہا میں آپ کی سہولت کے لیے اردو میں تقریر کرتا ہوں۔

خان سردار بہادر خان کہنے لگے جناب والا! پھر مجھے بھی ارباب صاحب سے معذرت کرنی چاہیے کیونکہ میں بھی اردو میں نہیں بولا تھا۔دراصل ارباب صاحب یہ مجلس قانون ساز ہے اس لیے یہاں قانون دانوں کے لیے جگہ ہونی چاہیے۔ارباب صاحب میں چاہے کسی زبان میں بھی بولوں مگر آپ کو کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔ارباب شیر افضل خان کچھ کہنے کے لیے اٹھے تو جناب سپیکر نے کہا ارباب صاحب آپ کے مطالبے کے پیش نظر سید صاحب اب اردو میں تقریر کریں گے اس لیے آپ تشریف رکھیں۔اس موقع پر مسٹر جی ایم سید نے کہا میں معزز ممبر کی اپیل کے پیش نظر اردو میں بات کرتا ہوں تو صاحب صدر یہ خیال میرے دل میں کبھی آ ہی نہیں سکتا تھا کہ ہم سال میں صرف دو مرتبہ اس ایوان میں اکٹھے ہوں گے اور وہ بھی صرف آٹھ یا دس دن کے لیے جناب والا! ممبر کو سال میں اس کام کے لیے چار ہزار روپیہ ملتا ہے اور پھر ہر ماہ میں ممبروں پر تقریباً ایک لاکھ کے قریب روپیہ خرچ ہوتا ہے۔کیا ہمیں تنخواہ صرف اس لیے ملتی ہے کہ یہاں آ کر بغیر کوئی مفید کام کیے واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں۔[۱۷]

پوائنٹ آف آرڈر پر ملک عبدالجبار مہمند کہہ رہے تھے کہ ہم پٹھان اس ہاؤس میں جو تقریریں وغیرہ کرتے ہیں اخبار والے ان کو نہیں چھاپتے جس سے ہماری حق تلفی ہو رہی ہے اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرمائیں ہم پٹھانوں کی تقریریں اخبارات میں چھاپنے کا مناسب انتظام فرمادیں۔[۱۸] اس تجویز کی جناب مظفر علی قزلباش نے تائید کی اور جناب سپیکر سے استدعا کی کہ پشتو میں کی گئی تقاریر کو مناسب طور پر شائع کروانے کے سلسلہ میں انتظامات کیے جائیں اس موقع پر ایوان سے آوازیں آئیں کہ سندھی میں کی گئی تقاریر بھی تو وزیر اعلیٰ نے کہا ہاں سندھی میں کی گئی تقاریر بھی۔

آوازیں---- اُردو

خاں سردار بہادر خان نے انگریزی میں تقریر شروع کی تو ایوان میں سے بہت سی آوازیں آئیں۔۔۔اردو میں تقریر کیجیے' اس مطالبہ پر موصوف نے اپنی تقریر اردو میں کی۔[۱۹]

خاں امیر سلطان خان کہہ رہے تھے میں انگریزی نہیں جانتا اس لیے مجھے پتہ نہیں چلا کہ چیف منسٹر صاحب نے کیا ارشاد

فرمایا ہے۔[۲۰]

خان عبدالجبار خاں کہہ رہے تھے جناب عالی انگریزی انگریزوں کے ساتھ ولایت چلی گئی ہے چنانچہ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنی تقریر قومی زبان اردو یا پشتو میں کریں اور انگریزی اگر آپ کو اتنی پیاری ہے کہ آپ اسے نہیں چھوڑ سکتے تو آپ بھی ولایت چلے جائیں۔[۲۱]

رانا گل محمد نون المعروف عبدالعزیز نون اردو میں تقریر کرتے کرتے انگریزی میں بولنے لگے تو مہر محمد صادق نے کہا آپ تو جوش میں انگریزی میں بولنے لگے۔[۲۲]

سردار عبدالرشید خاں وزیر خزانہ مالی سال ۵۸۔۱۹۵۷ء کا بجٹ پیش کرنے کے لیے بزبان انگریزی جناب سپیکر سے اجازت طلب کر رہے تھے تو ایوان سے آوازیں آنا شروع ہوئیں کہ اردو میں تقریر پڑھیے اس سلسلہ میں صاحب سپیکر نے کہا سنیے۔ وہ تقریر تو انگریزی میں پڑھیں گے۔ اس کا اردو میں ترجمہ ممبر صاحبان کو دے دیا گیا ہے اور غالباً پشتو اور سندھی میں بھی اس کا ترجمہ ممبر صاحبان کو دے دیا گیا ہے۔ اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنی تقریر انگریزی میں کیوں پڑھتے ہیں؟

اس سلسلہ میں قاضی مرید احمد نے کہا حضور والا میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ضابطہ کار کے قاعدہ نمبر ۵۱ کی رو سے ایوان کا ہر ممبر مجبور ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار اردو زبان میں کرے۔....... جہاں تک بجٹ سپیچ کا تعلق ہے میرا چھ سال کا تجربہ ہے کہ یہاں جتنے بھی وزیر خزانہ رہے ہیں بجٹ سپیچ اردو زبان میں سنایا کرتے تھے۔ یہ ایوان کا حق ہے آپ اسے بھول جاتے ہیں۔

صاحب سپیکر نے جواب میں کہا یہ معاملہ کئی دفعہ ایوان میں پیش کیا جا چکا ہے اور اس کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ کارروائی انگریزی میں ہو سکتی ہے۔ اردو میں بھی ہو سکتی ہے اور سندھی اور پشتو میں بھی ہو سکتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف سپیچ انگریزی میں پڑھیں گے اور اس کا ترجمہ ممبر صاحبان کو سپلائی کر دیا گیا ہے۔ اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔[۲۳]

اراکین کو Saleable Commodity کہنے کے حوالے سے میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ وضاحت کر رہے تھے کہ ایک ممبر نے انگریزی بولنا شروع کر دیا تو ایک اور رکن نے کہا ''اردو میں کہیے''۔[۲۴]

خان میر رحمٰن خان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا جناب والا نون صاحب انگریزی میں بول رہے ہیں۔ انگریز تو اب اس ملک سے چلے گئے ہیں۔ ان کو کہا جائے کہ وہ انگریزی کی بجائے اردو میں بولیں تاکہ ہم بھی کچھ سمجھ سکیں۔

مسٹر سپیکر: یہ ان کی مرضی ہے وہ انگریزی بولیں یا اردو بولیں۔

خان میر رحمٰن خان: جناب والا! آپ ان کو کہیں کہ اردو میں بولیں تاکہ سب سمجھ سکیں۔

مسٹر سپیکر: بہتر یہی ہے کہ وہ اردو بولیں۔[۲۵]

حافظ خواجہ غلام سدید الدین نے انگریزی سے نجات کی اپیل کرتے ہوئے کہا جناب والا! میں ایک آزاد انڈیپنڈنٹ ممبر ہوں اور ایوان کی کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتا۔ ماشاء اللہ اسلامی آئین پاس ہو چکا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ اسلامی قوانین میں جو کچھ لکھا ہے وہ کیا ہے تاکہ ہم اس کی پیروی کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ انگریزی میں کہا ہے میں انگریزی سے نابلد ہونے کے باعث ان کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔[۲۶]

بجٹ اور اُردو

مطالبہ زر برائے جنرل ایڈمنسٹریشن زیر بحث تھا اور میاں محمد شفیع انگریزی میں تقریر کر رہے تھے کہ اس دوران مولوی محمد اسلام

الدین نے کہا جناب والا! میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا میاں محمد شفیع صاحب اپنی مادری زبان اردو میں گفتگو کرنے سے قاصر ہیں تو میاں محمد شفیع نے اعلان کیا کہ اگر مولوی اسلام الدین صاحب کی خواہش ہے کہ میں اردو میں تقریر کروں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں میں آج کی تقریر اردو میں کروں گا۔[۲۷]

بجٹ پر عام بحث کے دوران آوازیں۔۔۔کہ اردو میں تقریر کیجیے۔تو خان عبدالقیوم خان نے کہا جناب والا! میں دو زبانوں یعنی انگریزی اور پشتو میں اچھی طرح تقریر کرسکتا ہوں۔آج تو مجھے انگریزی میں تقریر کرنے کی اجازت دیجیے اور آئندہ میں پشتو اور اردو میں تقریر کیا کروں گا۔اس پر خان عبدالجبار خان نے پشتو میں کہا آپ جب پشتو میں تقریر کرسکتے ہیں تو آپ پشتو میں تقریر فرمائیں کیونکہ اس ایوان کے تمیں قبائلی ممبر اردو یا انگریزی نہیں جانتے۔

خان عبدالقیوم خان نے اس کے جواب میں کہا جناب والا! جب میں قبائلی علاقے کے متعلق عرض کروں گا تو پشتو میں بھی بولوں گا۔آج میں انگریزی میں تقریر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ایوان کے بہت سے معزز ممبران پشتو نہیں سمجھتے۔[۲۸]

سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی نے بجٹ پر عام بحث کے دوران کہا سب سے پہلے میں اس میزانیہ کو قومی زبان کے نکتہ نگاہ سے دیکھتا ہوں۔میں دیکھتا ہوں کہ نہ ہماری سرکاری حکومت نے اس کے متعلق کچھ کہا ہے اور نہ مغربی پاکستان کی حکومت نے۔ایک طرف تو یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مغربی پاکستان کی وحدت کو کامیاب بنانے کے لیے وحدت فکر کی ضرورت ہے۔گفتار وہ ہے مگر کردار یہ ہے کہ اس معزز ایوان کے اندر بھانت بھانت کی بولیاں بولی جاتی ہیں۔کوئی پشتو بولتا ہے' کوئی پنجابی بولتا ہے' کوئی سندھی بولتا ہے اور کوئی انگریزی بولتا ہے لیکن جب چودھری سعی محمد جیسا کوئی ان پڑھ ممبر اردو کا جو ہماری قومی زبان ہے نام لیتا ہے تو اس کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔یہ کس قدر شرم کی بات ہے۔مذاق تو ہمیں اس ناپاک ذہنیت اور وطن دشمنی کا اڑانا چاہیے جو ہمارے ملک کی سلامتی کی بربادی کا باعث ہو رہی ہے۔ہمارے پڑوس میں بھارت نے جو ایک نئی زبان بنائی ہے اگرچہ وہ ایک جناتی زبان ہے جسے کوئی سمجھ نہیں سکتا مگر ۹ سال کے قلیل عرصہ کے اندر وہاں کی حکومت نے وہاں کے تمام عناصر کو مجبور کردیا ہے کہ وہ اسے اپنی دفتری زبان قرار دیں اور اس کے اندر اپنا کاروبار چلائیں۔اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں علاقائی زبانوں کو چھوڑ کر اپنی قومی زبان کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے اور اس معزز ایوان میں اسے اپنانا چاہیے تاکہ تمام اس کی کارروائی میں حصہ لے سکیں۔ایک صاحب انگریزی نہیں جانتے' ایک سندھی نہیں جانتے' ایک پنجابی نہیں جانتے اگر اردو بولی جائے تو سب حضرات اسے سمجھ سکتے ہیں۔میں آپ کے سامنے اپنے ضلع کی علاقائی زبانوں کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔اس سے معلوم ہو جائے گا کہ علاقائی زبانیں قومی زبانوں کی جگہ حاصل نہیں کرسکتیں۔علاقائی زبانوں سے اس قدر عقیدت اور محبت اور قومی زبان سے اس قدر نفرت۔جب تک ہم اپنی قومی زبان کو نہیں اپنائیں گے ہم کامیابی کی منزل پر نہیں پہنچ سکتے۔

مثال کے طور پر میں آپ کے سامنے اپنے ضلع کے پہاڑی علاقہ کی بولی بولتا ہوں۔

''یواللہ نی قسم ریں ملاں چھپرے لورنی بن اولی کا ستا''

کیا سمجھے آپ؟ اب ایک علاقائی بولی سنیے۔''جنڈی ہیٹھ میں ریٹھا ساں ڈھیم پٹی حکر کھاندی اشنی سی۔ذرا کو منڈی بھن نہ کردا کپی گھنی گشتی سی'' کیا سمجھے اپ؟

اسی طرح یہ ایک علاقہ کی بولی ہے۔دغا داپٹھان دا۔خوفساد مساد ماتوا۔فقط۔ٹُخ ٹُخ دیو کن؟ کیا سمجھے آپ؟

ایک اور زبان سندھی سنیے۔سائیں موجھو وٹ چندتا روڑ یو۔ووٹ کھوڑ ودیو؟ کیا سمجھے آپ؟

اس بجٹ کے اندر اردو کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی ہے وہ انتہائی شرمناک ہے۔

حضرت مولانا ظفر علی خان کی علمی اور ادبی خدمات سے دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے۔ وہ اردو زبان کے بانی تھے انہوں نے ساری عمر اردو کی خدمت کی۔ اس لیے اس اکیڈمی (ظفر علی خاں اکیڈمی) کے لیے ایک معقول رقم وقف کرنی چاہیے۔[۲۹]

مسٹر عبدالحمید قادر بخش خان جتوئی کہہ رہے تھے کہ جناب صدر میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے معافی چاہتا ہوں میں اردو میں تقریر کروں گا اور اردو زبان کیونکہ میری مادری زبان نہیں ہے اس وجہ سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو مجھے معاف کر دیا جائے۔ اس پر مرزا ممتاز حسن قزلباش نے کہا آپ تو بڑی اچھی اردو بول رہے ہیں۔[۳۰]

بجٹ پر عام بحث کے دوران میں پیرزادہ مولوی محمد اسلام الدین نے اردو کی بھرپور وکالت کرتے ہوئے کہا ہماری قومی زبان جسے ہم ہر اعتبار سے اپنی ملی زبان کہہ سکتے ہیں وہ اُردو ہے۔ اسے اپنانے کے لیے اسے قومیانے کے لیے اسے بامِ عروج تک پہنچانے کے لیے ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیے لیکن افسوس صد افسوس اس معزز ایوان کے اراکین بھی اس زبان کو اپنانے کے لیے تیار ہیں جو سات سمندر پار کی زبان ہے۔ آج تک وہ زبان اور ان لوگوں کی تہذیب اور تمدن کی محبت ان کے دل سے نہیں گئی۔ (تالیاں)۔ جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ یہ لوگ قومی فلاح و بہبود کی طرف نہیں جا رہے بلکہ قعر مذالت کی طرف جا رہے ہیں۔ آج میرے محترم نوجوان جو ایسے ہیں جن کا اٹھتا ہوا شباب اس وقت میرے سامنے موجود ہے۔ فخر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری قومی زبان انگریزی ہے۔ جناب میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ کیا یہ ان کی مادری زبان ہے۔ قومی زبان ہے۔ ملی زبان ہے؟ کیا یہ انسانوں پر اتری ہوئی زبان ہے؟ جو ان کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ اس میزانیہ میں اردو کے لیے کوئی ایسی اچھی رقم نہیں رکھی گئی اور اسے نظر انداز کیا گیا ہے۔ ہمارے رہنمائے اعظم قائد ملت علیہ الرحمۃ نے بار بار یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری قومی زبان جو ہو گی وہ اردو ہو گی لیکن قائد اعظم کے بتلائے ہوئے اصولوں کو ہمارے اس ایوان کے اراکین اور مقتدر راہنما پس پشت ڈال رہے ہیں۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اردو کو اپنانے کے لیے ہمیں ضرور کوئی منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور ہر ایک معزز رکن کو اپنی قومی زبان کو اپنانے کے لیے انتہائی درجہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ خواہ وہ اپنے مافی الضمیر کو ٹوٹے پھوٹے الفاظ ہی میں ادا کریں۔

جناب والا! اس کے بعد میں مودبانہ طور پر آپ سے اور آپ کے توسط سے اراکین اسمبلی کی خدمت میں یہ عرض کروں گا بلکہ التجا کروں گا اور منت سماجت کروں گا اور جناب کی خدمت میں خوشامدانہ طریق سے بھی کہوں گا کہ آپ اگر دیکھیں کہ کوئی ایسا ممبر ہے کہ جو انگریزی نہیں سمجھتا تو آپ اس کی سہولت کا بھی خیال رکھیں کیونکہ جو انگریزی نہیں سمجھتا وہ بھی اپنے علاقہ کا نمائندہ تو ہے۔ اگر انگریزی پڑھا لکھا آدمی ہی آنا ضروری ہوتا تو ہم یہاں آ ہی نہیں سکتے تھے لیکن قوم نے ہمیں چنا ہے (خوب، خوب) اور میں اس معاملے میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ اسمبلی کی اکثریت بھی یہی سمجھتی ہے اور ایسے ممبر بھی ہیں جو صرف انگوٹھا لگانے والے ہیں۔ وہ اس انگریزیت اور اس گڑ بڑ کو کیسے سمجھیں گے؟ جو ارکان اسمبلی اپنے آپ کو انگلش زبان میں بہت ماہر سمجھتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنی قومی اور ملی زبان کو اپنانے میں عار محسوس نہ کریں۔ میں اپنے سپیکر صاحب کی شان میں کوئی کلمات نہیں کہنا چاہتا۔ میں صرف التجا کروں گا کہ آپ بھی جو حکم صادر فرمائیں وہ اردو میں فرمائیں اور اگر انگریزی میں ضرور کچھ کہنا پڑے تو پھر اسے اردو میں بھی دہرایا کریں اور اگر کوئی ممبر ایسا وفادار ہو چکا ہے انگریزیت کا کہ وہ اپنی قومی اور ملی زبان کو اپنانے سے گریز کرتا ہے تو پھر آپ کی ڈیوٹی ہے کہ آپ ترجمہ کر کے سمجھائیں کہ اس نے کیا کہا ہے۔ ایک ترجمان رکھا جائے جو بتائے کہ اس ممبر نے کیا کہا ہے؟[۳۱]

بجٹ پر عام بحث کے دوران مسٹر ایران سنگھ ناگ جی سودھو نے کہا جناب صدر میں اپنی تقریر اردو میں کروں گا اگرچہ میری مادری زبان سندھی ہے تاہم میں کوشش کروں گا کہ اپنے خیالات کا اظہار اردو میں کروں اس لیے اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو معذور سمجھیں۔[۳۲]

بیگم سروری عرفان اللہ نے بجٹ پر عام بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا اب میں آپ کی توجہ ایک اور اہم اور بنیادی چیز پر مبذول کراؤں گی۔ بجٹ تقریر صفحہ ۳۲ پیرا ۹۱ میں مختلف ادبی اور ثقافتی اداروں کو سال رواں میں جو امداد دی گئی ہے اس کا ذکر ہے۔ میں اس مستحسن و قابل ستائش اقدام پر حکومت کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ایک گلہ بھی کروں گی۔ میں آپ کا زیادہ وقت فضول بحث و مباحثہ یا دلائل میں ضائع نہ کروں گی۔ میں نہایت اختصار سے جناب کی خدمت میں عرض کروں گی۔ حضور والا! وہ پیرا ۹۱ صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں کہ:

In the cultural field, the Budget provides for a grant of 2 lacs of the Board for Advancement of Literature at Lahore, and grants of 1 lac each to the Sindhi Adabi Board and the Pushto Academy, and a grant of 1,10,000 for the Abasin ArtsSociety, Peshawar, Bazm-e-Iqbal, the Institute for Islamic Culture and Pakistan Arts Council, Lahore, will receive grants of 25,000 each. A sum of Rs. 10 lacs has been provided for the building of Cultural Centre at Bhitshah. This sum will be in addition to the grant of 5 lacs already sanctioned during the current financial year.

بیگم سروری عرفان اللہ نے اُردو کی بھرپور انداز میں وکالت کرتے ہوئے کہا کہ جناب والا! اب میں حکومت کو صوبہ کے مختلف علمی، ادبی اور ثقافتی اداروں کو گرانٹ دینے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ آخر اردو کو کیوں محروم رکھا گیا۔ اس کی ترویج بقا کے لیے گرانٹ کیوں نہیں دی گئی۔ اردو زبان کی اہمیت، اس کی بلندی اور رفعت سے آپ سب حضرات بخوبی واقف ہیں۔ آپ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ گرانٹ نہ دینے سے آپ اردو کو فنا کر سکتے ہیں۔ اردو زبان کو آپ کبھی فنا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ آپ لوگوں نے اردو زبان کو مہاجروں کی زبان سمجھ کر نظرانداز کیا ہے (تالیاں)۔ یا یہ بات ہے کہ ارباب اختیار جو ہیں وہ اردو زبان میں دلچسپی نہیں رکھتے اور اس لیے حکومت نے بھی اسے مہاجر سمجھ کر نظرانداز کر دیا ہے۔[۳۳]

سوالات اور اُردو

وقفہ سوالات کے دوران سردار بہادر خان نے کہا کہ چیف منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں May's Parliamentary Practice اور اس قسم کی دوسری Parliamentary Procedure کی کتابوں کو discard کر دینا چاہیے کیونکہ ہم اپنی قومی روایات قائم کرنا چاہتے ہیں اس بیان کی روشنی میں کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ سوالات کے جوابات بھی National Language میں دیے جائیں تاکہ سب ممبران سمجھ سکیں تو وزیر قانون و بحالیات نے کہا جناب والا! میں آئندہ سوالات کے جوابات اردو میں ہی دیا کروں گا۔[۳۴]

پیر الٰہی بخش نواز علی شاہ کے سوال کا جواب ڈاکٹر خاں صاحب وزیر اعلیٰ نے انگریزی میں دیا تو خاں سردار بہادر خاں اور رانا گل محمد نون المعروف عبدالعزیز نون نے انگریزی میں مطالبہ کیا .In Urdu, Sir اس پر مسٹر جی ایم سید نے کہا:

He cannot dictate the house that it should be in Urdu.

تو رانا گل محمد نون نے کہا کہ ان کا عمل قول کے مطابق ہونا چاہیے۔اس پر ڈاکٹر خاں صاحب نے کہا صاحب صدر سوالات کے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اگر کوئی صاحب کسی سوال کا جواب اردو میں لینا چاہیں تو وہ اردو میں لکھ کر دیں روز روز اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔[۳۵]

چودھری سعی محمد کے سوال کا جواب ڈاکٹر خاں صاحب (وزیر اعلیٰ) نے انگریزی میں دیا تو انہوں نے کہا مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی۔ مہربانی کر کے میرے سوال کا جواب اردو میں پڑھا جائے۔[۳۶]

۲۷۔مئی ۱۹۵۶ء کو مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی میں محترم جی ایم سید نے یہ سوال اُٹھایا کہ کراچی کی انتظامیہ نے کراچی میں سندھی سکول بند کر دیئے ہیں اور سندھیوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اردو ذریعہ تعلیم اختیار کریں۔مباحث میں یہ سوال اور اس پر ہونے والی بحث انگریزی میں ہے لہٰذا اس کو انگریزی میں ہی دیا جا رہا ہے۔

Urdu as Medium of Instructions in Karachi Schools

Mr. G.M. Syed: Will the Minister of Education be pleased to state:

(a) Whether it is a fact that over 4 lacs of Sindhi speaking people are residing in Karachi;

(b) Whether it is a fact that the Karachi Administration has closed Sindhi Schools and has thereby compelled Sindhis to adopt Urdu as the medium of instruction;

(c) Whether Government have made any protest to the Central Government in this matter; if not, the reasons therefore?

Sardar Abdul Hamid Khan Dasti (Minister of Education) **:** No information on the question is available in this office as Karachi is being administered by the Central Government.

Pir Elahi Bakhsh Nawaz Ali Shah: Does the Minister know that Karachi from part of West Pakistan? The representatives of that place are here. Have we not got the right to know as to what is going on in Karachi since it from a part of West Pakistan according to the Establishment of West Pakistan Act?

Minister: Every correspondence concerning the Education Department does not come here; it goes to Karachi. This is because the educational institutions and the Department of Education in Karachi are being administered by the Centre. We cannot campel them to send us papers or any information because they are not

under our administration. So far as the presence of members from Karachi in this Assembly is concerned, it is because of the legislation that they have been allowed to be here. We on our own part want that we should take part in the administration of institution that are at Karachi, but we cannot do that.

Mr. G. M. Syed: May I draw the attention of the Minister to question No. 37(c) where I have already asked whether the Government have made any protest to the Central Government in connection with this matter? What is the reply to that question?

Minister: We shall make a protest.

Mr. G. M. Syed: The question is as to whether Government have made any protest to the Central Government in this matter and, if not, the reasons thereof? I want a reply to it.

Minister: To that question I have already replied, in answer to an earlier question of the member, that whatever we consider is for the good of the educational requirements of the people, we are ready to intervene, recommend and protest. We cannot, however, act as an agency. We can recommend or protest in any such matter.

Mr. G. M. Syed: Have they protested? That was my definite question.

Minister: No, we have not.

Mr. G. M. Syed: May I know what is the decision of the West Pakistan Government in regard to Karachi which is being administered by the Central Government?

Minister: How can I answer that question? It is for the Pakistan Government to decide as to whether Karachi is to be administered by West Pakistan Government or by the Centre. It was legislated and decided in the Constituent Assembly that for the present Karachi shall continue to be administered by the Centre and it was done on account of the agitation, recommendation and such other doings of your own people from Karachi. Now, West Pakistan Government cannot interfere with

the decision of the Central Government.

Mr. Najmuddin: Sir, may i make a submission. Those people who agitated against the merger of Karachi into West Pakistan have been declared by some members as traitors. Mr. Gazdar was the man whose signature was on the scroll which was presented to the Speaker of the Constituent Assembly of Pakistan. Mr. Gazdar was an agent of the Chief Commissioner of Karachi. And now it is said that those who voted and agitated for the separation of Karachi from West Pakistan were traitors and were agents of the Chief Commissioner.

Pir Elahi Bakhsh: Is the Chief Minister prepared to make a representation to the Centre that since Karachi, people do not pay tax to the West Pakistan Government they should have no representation in this legislature, that Karachi should be either with West Pakistan or it should not be?

Sardar Abdul Hamid Khan Dasti (Minister of Education): Sir, I am sorry, it is beyond my power.

Pir Elahi Bakhsh Nawaz Ali Shah: Sir, I ask this from the Chief Minister.

Dr. Khan Sahib (Chief Minister): Yes, I agree with the member. This Government will try to clear the position with the Centre about Karachi.

Mr. M. H. Gazdar: Sir, the honourable member has mentioned me. He said that a scroll was presented to the Speaker of the Constituent Assembly, which bore my signature. I deny that the scroll which was presented by the Chief Commissioner bore my signature.(۳۷)

میاں منظور حسن کے سوال کا جواب وزیرِ صحت نے اردو میں پڑھنا شروع کیا تو میاں منظور حسن نے اعتراض کیا کہ میں سوال کا جواب انگریزی میں چاہتا ہوں میں نے یہ سوال انگریزی میں بھیجا تھا اور میں اس کا جواب انگریزی میں چاہتا ہوں تو وزیرِ صحت (خان خداداد خاں) نے اس کا جواب انگریزی میں دیا تو پوائنٹ آف آرڈر پر حافظ خواجہ غلام سدیدالدین نے کہا کہ اس سوال کا جواب پہلے اردو میں پڑھا جا رہا تھا لیکن معزز ممبر کے کہنے پر یہ انگریزی میں پڑھا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ صرف چند لوگوں کے لیے ہی مخصوص ہو گیا میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس جواب کا اردو میں بھی اعادہ کیا جائے گا تا کہ سب سمجھ سکیں؟ صاحب سپیکر کے انکار پر حافظ صاحب نے کہا کیا دوسرے ممبران کو اس ایوان کی کارروائی سمجھنے کا حق حاصل نہیں؟ تو صاحب سپیکر نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سوال انگریزی میں بھیجا گیا تھا اور سوال بھیجنے والے معزز رکن نے کہا کہ اس کا جواب انگریزی میں دیا جائے اس لیے وزیرِ صحت نے اس کا جواب انگریزی میں پڑھ دیا ویسے اسمبلی کا قاعدہ یہ ہے

کہ ہر شخص اردو زبان میں تقریر کرے گا ہاں اگر کوئی ممبر یہ کہے کہ وہ انگریزی میں اچھی طرح تقریر کر سکتا ہے تو وہ انگریزی میں بول سکتا ہے لیکن سوالات کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی سوال کے متعلق یہ لکھا جائے کہ اس کا جواب اردو میں دیا جائے تو اس کا جواب اردو میں دیا جاتا ہے ورنہ نہیں۔ خان محمد اکبر خاں نے کہا دو حضرات کا کیا ہے آپ ہاؤس کی رائے معلوم کریں آیا ممبر صاحبان سوال کا جواب اردو میں پسند کرتے ہیں یا انگریزی میں۔ اس پر میاں منظور حسن نے کہا اگر انہیں انگریزی پر قدرت حاصل نہیں ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ وہ اردو میں جواب دے دیں۔[۳۸]

رانا گل محمد نون المعروف عبدالعزیز نون انگریزی میں خطاب کر رہے تھے کہ چودھری سعی محمد نے کہا آپ کوئی ولایت سے تو نہیں آئے۔ تو اس کے جواب میں رانا صاحب نے کہا:

I can express myself better in English when I am putting questions and I shall continue that practice. Let the honourable speaker translate it if the Minister do not understand English. I cannot help it.[۳۹]

کرنل سید عابد حسین وزیر مواصلات سوالات کا انگریزی میں جواب دے رہے تھے کہ نجم الہند خواجہ حافظ غلام سدید الدین نے کہا جواب اردو میں دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی تو وزیر مواصلات نے کہا مجھے اس کے لیے کہا نہیں گیا۔ خواجہ صاحب کے اصرار پر وزیر مواصلات نے کہا میں آپ کے لیے ترجمہ کر دوں گا۔[۴۰]

اورینٹل کانفرنس منعقدہ لاہور کی سفارشات کی بابت مولانا محمد ذاکر کے نشان زدہ سوال کا ڈپٹی منسٹر بیگم زینت فدا حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا اورینٹل کانفرنس کے سفارشات کے تحت حکومت کو پوری ہمدردی ہے۔ واضح رہے کہ یہ سفارشات دو باتوں پر مشتمل ہیں۔ ایک تعلیمی اور دوسرے مالیاتی، تعلیمی سفارشات بیشتر خود مختار اداروں مثلاً یونیورسٹی اور بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن سے متعلق ہیں اور ان سفارشات پر ان اداروں نے کافی توجہ سے غور کیا ہے۔ جہاں تک مالی امداد کا تعلق ہے حکومت خود خواہشمند ہے کہ اپنے محدود وسائل آمدنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ ان اداروں کی جس قدر امداد ممکن ہو سکتی ہو کرے۔ آنے والے مالیاتی سال کے دوران (۵۹۔۵۸) پنجاب یونیورسٹی کو مزید امداد دیتے وقت اورینٹل کالج کی ضروریات کا جو یونیورسٹی ہی کا ایک ادارہ ہے خاص طور سے لحاظ کیا جائے گا۔ حکومت اپنے محدود وسائل آمدنی کا لحاظ رکھتے ہوئے نظام تعلیم کی تمام سطحوں پر السنہ شرقیہ کی سرپرستی پر کافی توجہ دے رہی ہے۔

اس سلسلہ میں میاں منظور حسن نے کہا جناب والا! اس سوال کے ایک حصہ کے جواب میں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ حکومت السنہ شرقیہ کی سرپرستی کر رہی ہے۔ سوال یہ تھا کہ کیا حکومت کے زیر غور السنہ شرقیہ کی مقبولیت کے لیے کوئی جامع منصوبہ ہے؟ اس ضمنی سوال کے جواب میں بیگم زینت فدا حسن نے کہا حکومت کے زیر غور اس وقت کوئی خاص منصوبہ تو نہیں ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ تمام کالجوں اور سکولوں میں عربی فارسی اور اسلامیات کے مضامین پڑھائے جا رہے ہیں بلکہ اسلامیات کا مضمون لازمی قرار دیا گیا ہے اور اب یونیورسٹی میں بھی Islamic Studies کا ایک نیا شعبہ کھولا گیا ہے جہاں ان مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کے زیر غور اور کوئی منصوبہ نہیں ہے۔

میاں منظور حسن نے مزید کہا کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ السنہ شرقیہ اور Islamic Studies ایک ہی چیز ہیں؟

بیگم زینت فدا حسن نے جواب دیتے ہوئے کہا ایک تو نہیں لیکن یہ ایک دوسرے کے ساتھ ملحق ضرور ہیں۔

پیرزادہ مولوی محمد اسلام الدین نے اپنے ضمنی سوال میں کہا کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں السنہ شرقیہ کے لیے کوئی

منصوبہ بندی کیوں نہیں کی گئی۔کیا یہ مقام عبرت وافسوس نہیں ہے؟ جناب سپیکر نے اس ضمنی سوال کی اجازت نہیں دی۔[۴۱]

بلوچی تقاریر

میر نبی بخش خاں چترال کے حوالے سے زیر بحث قرارداد پر تقریر کرنے لگے تو انہوں نے کہا جناب صدر جہاں تک میری زبان کا تعلق ہے وہ تو بلوچی ہے میرا خیال ہے کہ شاید اردو میں اپنا نقطہ نظر اس معزز ایوان میں اچھی طرح پیش نہ کر سکوں اس لیے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں آیا آپ کے ہاں بلوچی زبان کے رپورٹر کا کوئی انتظام ہے یا نہیں اگر نہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ اس کے متعلق بہت جلد خاطر خواہ انتظام کر دیا جائے گا اس پر صاحب سپیکر نے کہا ''نہیں بلوچی زبان کے لیے کوئی انتظام نہیں'' میر نبی بخش خاں نے کہا ''بہت اچھا جناب میں کوشش کروں گا کہ اردو میں اپنے جذبات کا اظہار کروں۔''[۴۲]

پشتو میں تقاریر

جناب عبدالغنی خٹک نے انگریزی زبان میں اعلان کیا کہ وہ اردو یا انگریزی نہیں بول سکتا اور کیا ان لوگوں کے لیے جو پشتو میں بات کرنا چاہتے ہیں کوئی انتظام کیا گیا ہے؟ اور پھر اردو میں کہنے لگے ''جناب عالی! ان پٹھانوں کے لیے جو پشتو میں بولتے ہیں اور ان کی مادری زبان پشتو ہے ان کے لیے آپ نے کیا انتظام کیا ہے آئندہ کے لیے میں پشتو میں بولوں گا اور میری ہر بات کا جواب بھی مجھے پشتو میں ملنا چاہیے۔'' انہوں نے مزید کہا کہ آپ کے پاس ان ممبروں کی سہولت کی غرض سے پشتو کا ترجمان موجود ہونا چاہیے جو اپنے خیالات کو پشتو کے علاوہ کسی دوسری زبان میں صحیح اور خاطر خواہ ادا نہ کر سکتے ہوں۔اس مطالبے کے جواب میں صاحب سپیکر نے کہا قواعد کی رو سے سوال کا جواب کسی زبان میں دیا جا سکتا ہے جہاں تک معزز رکن کے اس مطالبہ کا تعلق ہے کہ جواب پشتو میں دیا جائے اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ جب تک یہاں تقاریر کا بیک وقت مختلف زبانوں میں ترجمے کا انتظام نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ مشکل رہے گی اردو اور انگریزی ایسی زبانیں ہیں جو ایوان میں عام طور پر سے اچھی طرح سمجھی جاتی ہیں معزز اراکین ان میں سے کسی زبان میں تقریر کر سکتے ہیں البتہ اگر وہ دوسروں کو خواہ مخواہ مشکل میں ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ اور بات ہے۔[۴۳] خان قریش خاں نے جنرل ایڈمنسٹریشن پر پشتو میں تقریر کی لیکن کارروائی میں اس کا اردو ترجمہ رپورٹ کیا گیا۔[۴۴]

ایوان میں تحاریک التوائے کار زیر بحث تھی کہ خاں نور محمد خاں نے کہا آپ پشتو میں بھی ہمیں سمجھا دیا کریں کیونکہ ہم اردو اور انگریزی نہیں سمجھ سکتے اس پر خاں محمد اکبر خاں نے کہا جناب عالی یہ پٹھان کہتے ہیں کہ ہمیں پشتو میں باتیں سمجھائیں۔[۴۵]

ملک عبدالجبار خاں مہمند نے پشتو میں کہا کہ صاحب صدر، ہم تو انگریزی نہیں جانتے اور نہ ہی اُردو بول سکتے ہیں اس واسطے ہم تو پشتو میں تقریر یا سوالات کریں گے۔[۴۶]

خان وطن بادشاہ خان پشتو میں کہہ رہے جناب والا! اگر آپ کے پاس اختیارات ہیں تو آپ دو اسمبلیاں بنائیں ایک ان لوگوں کی جن میں کام کرنے کا جذبہ ہو اور دوسری ان لوگوں کی جو صرف شور کرتے ہوں تاکہ وہ وہاں پر خوب شور کریں اور یہاں پر کام میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔اس کے علاوہ میری دوسری عرض یہ ہے کہ اردو جاننے والا سندھی میں بولنا شروع کر دے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا اور اس کی باتوں کو آپ کہاں تک سمجھ سکیں گے؟ اسی طرح آپ جب انگریزی بولنا شروع کر دیتے ہیں تو ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں اور اس طرح ایوان کا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔

چودھری سعی محمد: رانا صاحب کو ان کا جواب دینا چاہیے۔

رانا گل محمد نون عرف عبدالعزیز نون: اسی لیے میں سپیکر صاحب سے نہایت مودبانہ طور پر عرض کرتا ہوں وہ ہمیں بتا دیں کہ آنریبل ممبر نے کیا فرمایا ہے تاکہ ہم بھی اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

خان وطن بادشاہ خان: نون صاحب یہ فرمائیں کہ جب وہ انگریزی میں بولتے ہیں تو ہم کیا سمجھتے ہیں؟ (قہقہہ) جناب والا! اپنی زبان میں بولنا کوئی جرم نہیں ہے۔ بہت سے ممبران ایسے ہیں جو صرف اردو میں بولتے ہیں اور وہ انگریزی نہیں سمجھ سکتے۔ انگریزوں کے زمانے میں بعض نے انگریزی زبان سیکھی تھی اور بعض نے نہیں سیکھی تھی آپ کو چاہیے کہ آپ ہمیں پہلے انگریزی پڑھائیں پھر ہم انگریزی میں بول سکیں گے۔ (قہقہہ)

رانا گل محمد نون عرف عبدالعزیز نون: مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ معزز ممبر اردو میں پورے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ جب کوئی ممبر انگریزی میں بولتا ہے اور کوئی ممبر اس کا مطلب دریافت کرتا ہے تو آپ اس کا ترجمہ کر سکتے ہیں۔[۴۷]

ایوان میں ایک آواز آئی ہمیں بتایا جائے کہ جناب صاحب صدر نے سندھی میں کیا فرمایا ہے؟ مسٹر چیئر مین نے کہا میں نے ان سے سندھی میں کہا ہے کہ آپ پشتو میں پوچھتے ہیں جو میں نہیں سمجھتا۔ میں سندھی میں بولتا ہوں تو آپ نہیں سمجھتے۔ (اس مرحلہ پر ایک پشتو رپورٹر نے صاحب صدر کو وطن بادشاہ خان کے پشتو زبان میں پیش کردہ پوائنٹ آف آرڈر کا ترجمہ سنایا۔)

مسٹر چیئر مین نے کہا معزز ممبر نے پشتو زبان میں یہ کہا ہے کہ رانا گل محمد صاحب سپیکر کو ہٹانا نہیں چاہتے بلکہ ان کو ڈرانا چاہتے ہیں کہ آئندہ وہ ایسی حرکت سے باز آ جائیں۔ (قہقہہ)[۴۸]

خاں امیر سلطان خاں نے پشتو میں کہا کہ جب آپ پشتو جانتے ہیں تو پھر انگریزی میں کیوں تقریر کرتے ہیں آپ پشتو میں تقریر کریں اس نصیحت پر خاں محمد یوسف خاں نے پشتو میں کہا میں پشتو میں تقریر کروں گا پہلے انگریزی میں سن لو۔ (ان ارکان کے درمیان مکالمہ پشتو میں ہوا لیکن رپورٹ اردو میں۔)[۴۹]

خان ملنگ خاں کہہ رہے تھے آپ کی انگریزی اور پشتو کی تقریر میں فرق ہے۔ اس کے جواب میں خان عبدالقیوم خاں نے کہا آپ اطمینان رکھیں میں اس کی طرف بھی آتا ہوں۔[۵۰]

خان وطن بادشاہ خاں (پشتو): پوائنٹ آف آرڈر جناب میری عرض یہ ہے کہ کئی دفعہ پہلے بھی عرض کی گئی ہے کہ ایجنڈا اردو میں دیا کریں مگر یہ اردو میں نہیں دیتے بلکہ انگریزی میں دیتے ہیں جس کو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں اگر انگریزی میں دیتے ہیں تو پھر ایک کلرک مقرر کریں جو ہمیں سمجھا سکیں۔[۵۱]

سندھی زبان میں تقاریر

سردار جعفر خاں بلیدی نے انگریزی زبان میں اجازت طلب کی کہ وہ سندھی میں بولنا چاہتے ہیں۔ ایکٹنگ سپیکر کی اجازت سے سردار صاحب نے سندھی میں تقریر کی اور یہ تقریر سندھی زبان اور رسم الخط میں مباحث میں درج ہے مباحث مغربی پاکستان اسمبلی میں یہ پہلی تقریر ہے جو سندھی میں درج کی گئی۔[۵۲]

پیر الٰہی بخش نواز علی شاہ نے وزیر تعلیم سے دریافت کیا کہ خیر پور ڈویژن میں مہاجرین میں سندھی زبان کو مقبول بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟

سردار عبدالحمید خان دستی وزیر تعلیم نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ سندھ اور ریاست خیر پور کی پہلی حکومتوں نے مہاجرین میں سندھی زبان کو مقبول عام بنانے کے لیے بہت سے اقدامات کیے خیر پور میں سندھی زبان کو تیسرے درجے سے اور حیدر آباد میں چوتھی جماعت

سے لازمی قرار دیا گیا اور ثانوی درجے میں میٹرک تک غیر سندھی باسیوں کے لیے سندھی زبان لازمی قرار دی گئی۔سکولوں کے نصاب میں ضروری اقدامات کے علاوہ سندھ اور خیر پور کی حکومتوں نے مہاجر سرکاری اہلکاروں کے لیے سندھی زبان میں روانی کے ٹیسٹ منعقد کروائے اور اس ٹیسٹ کو پاس کرنے کے بعد ہی اہلکاروں کو سالانہ ترقی دی گئی۔مزید برآں خیر پور حکومت نے غیر سندھی مہاجر اہلکاروں کی تعلیم کے لیے سندھی زبان کے اساتذہ مقرر کیے۔

اسی طرح ایک ضمنی سوال میں جناب جی ایم سید نے عزت مآب وزیر تعلیم سے دریافت کیا کہ آیا سندھ کی پہلی حکومت نے سندھی زبان کی ترویج کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں اور اس نے سندھی ادبی بورڈ کو اس مقصد کے لیے پانچ لاکھ روپے کی گرانٹ دی ہے؟ اس کے جواب میں وزیر تعلیم نے کہا کہ اس سوال کے موصول ہونے پر میں نے اس معاملے کو اس کی روح کے مطابق نمٹایا ہے اور میں نے ان سرکاری اہلکاروں کو جو ان علاقوں میں تعینات کیے گئے ہیں ان سے تجاویز مانگی ہیں کہ اس سلسلے میں مزید کون سے بہتر اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟ اور اگر عزت مآب رکن اس معاملے میں میری مدد فرمائیں تو میں ہر ممکن اقدامات کرنے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کروں گا۔

اس پر جناب جی ایم سید نے دوبارہ پوچھا کہ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ آیا سندھ حکومت کی جانب سے منظور کردہ یہ پانچ لاکھ روپے سندھی زبان کی ترویج کے لیے بجٹ میں مہیا کیے گئے ہیں؟

جواب میں وزیر موصوف نے کہا کہ میں عزت مآب رکن سے استدعا کروں گا کہ وہ بجٹ کے بارے میں بالکل فکرمند نہ ہوں اس سلسلے میں جو بھی ضروری اقدامات کرنے پڑے وہ کیے جائیں گے اور اس مقصد کے لیے رقم بھی مہیا کی جائے گی۔اس پر میاں محمد شفیع نے وزیر تعلیم سے دریافت کیا کہ آیا حکومت پنجابی زبان کی ترویج کے لیے بھی اتنی گرانٹ منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔جواب میں وزیر تعلیم نے کہا مجھے پتہ تھا کہ معزز رکن اس جانب ضرور قدم بڑھائیں گے اس لیے میں نے اپنے جواب میں یہ تشریح کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس علاقے میں اس مقصد کے لیے کون سے اقدامات کیے ہیں میں نے افسران کی توجہ بھی اس جانب مبذول کروائی ہے کہ اس معاملے کی بہتری کے لیے مجھے تجاویز دیں کہ اس کی اصلاح اور تبدیلی کے لیے مزید کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟ ہر زبان کی ترویج کے لیے ایسے اقدامات نہیں اٹھا سکتے۔ تاہم سندھی زبان کا معاملہ الگ ہے اور یہ فیصلہ اس لیے کیا گیا کہ وہ افسران جو ان علاقوں میں تعینات ہیں وہ عام لوگوں کی زبان سے واقف ہوں اور سندھی زبان میں روانی ٹیسٹ پاس کریں جبکہ پنجابی ایک عام فہم زبان ہے۔

اس بارے مسٹر عبدالحمید قادر بخش جتوئی نے کہا کہ کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ بلوچی زبان کی ترویج و ترقی کے لیے بھی روپیہ مخصوص کیا گیا ہے؟

قاضی مرید احمد نے کہا سندھی اور بلوچی کے بعد پشتو زبان رہ گئی ہے کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ پشتو کی ترویج کے لیے محکمہ تعلیم کیا کچھ کر رہا ہے؟

جواب میں وزیر تعلیم نے کہا پشتو زبان کے متعلق بھی افسران کو یہ ہدایات ہیں کہ وہ اس زبان میں امتحان پاس کریں آپ کو ان حقائق کا علم ہونا چاہیے۔

خانزادہ محمد عبدالحق خاں نے ضمنی سوال میں کہا اس کے متعلق افسران کو ہدایات کب جاری کی گئی تھیں اور ان پر عمل کب ہوگا؟

وزیر موصوف نے کہا عمل تو ہو رہا ہے اگر اس معاملے میں کوئی سستی سے کام لیتا ہے تو ہمارے نوٹس میں لائیے۔[۵۳]

جناب غلام مصطفےٰ غلام محمد خاں بھرگری کے سوال کا جواب میر علی احمد تالپور (وزیر صحت) دے رہے تھے کہ جناب جی ایم سید نے

سندھی میں ضمنی سوال کیا تو وزیرصحت نے بھی اس کا جواب سندھی میں دیا۔[۵۴]

جناب غلام مصطفےٰ غلام محمد خان بھرگری کے سوال بزبان انگریزی کا جواب وزیرصحت نے اردو میں دیا اور اس پر بھرگری صاحب نے سندھی میں ضمنی سوال کیا تو وزیرصحت نے بھی سندھی میں جواب دیا۔[۵۵]

جنرل ایڈمنسٹریشن پر بحث میں حاجی جان محمد مری نے جو تقریر کی وہ سندھی میں تھی اور کارروائی میں سندھی زبان میں درج ہے۔[۵۶]

حاجی غلام حسین خان المعروف حاجی جان محمد خاں نے بجٹ پر اپنی تقریر سندھی میں کی اور سندھی میں رپورٹ ہوئی۔[۵۷]

جناب جی ایم سید نے اپنے ہی ایک سوال کے متعلق سندھی میں اظہار کیا جبکہ سوال انگریزی زبان میں پوچھا گیا۔[۵۸]

جناب جی ایم سید کے ضمنی سوالات سندھی میں اور اس کے جواب بھی سندھی میں دیئے گئے۔[۵۹]

سانگھڑ کے پولیس ٹریننگ سکول کے نصاب سے سندھی زبان ختم کیے جانے کی وجوہات کی بابت سید ظفر علی شاہ محمد علی شاہ نے وزیر اعلیٰ سے دریافت کیا کہ آیا حکومت ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس خیرپور ڈویژن کے اس حکم نامے سے واقف ہے جو انہوں نے سانگھڑ کے پولیس ٹریننگ سکول کے نصاب میں سے سندھی زبان کو ختم کرنے کے لیے جاری کیا ہے؟ نیز آیا حکومت ان مختلف عوامی نمائندوں کے احساسات سے واقف ہے جو انہوں نے اس سلسلے میں مختلف عوامی تنظیموں میں ظاہر کیے ہیں اور اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکول میں سندھی زبان کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

اس کے جواب میں ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعلیٰ نے کہا ہاں انسپکٹر جنرل پولیس مغربی پاکستان نے یہ حکم نامہ جاری کیا تھا کہ پولیس ٹریننگ سکول میں صرف اردو زبان ہی میں تعلیم دی جائے نہ کہ سندھی زبان یا اردو زبان کی جیسا کہ پہلے روایت تھی۔ مزید برآں پولیس ٹریننگ سکول شہداد پور میں ہے سانگھڑ میں نہیں جبکہ دوسرے جز کے بارے میں انہوں نے کہا کہ جونہی یہ پتہ چلا کہ تربیت حاصل کرنے والے اور عوام نے اس تبدیلی کو پسند نہیں کیا تو آئی جی پولیس نے اپنا حکم نامہ واپس لے لیا اور پرانے انتظامات ہی بحال کر دیے۔

سید ظفر علی شاہ محمد علی شاہ نے وزیر اعلیٰ سے مزید دریافت کیا کہ آیا حکومت نے افسروں کو آئندہ ایسے اقدامات کرنے سے منع کیا ہے کہ وہ ایسے حکم نامے جاری نہ کریں۔

اس کے جواب میں وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا ہے مزید ان کے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جہاں تک اردو زبان کے متعلق یکساں پالیسی بنانے کا تعلق ہے اس سلسلے میں صرف اردو ہی سارے مغربی پاکستان کی زبان ہوگی تاہم علاقائی جگہوں پر سندھی زبان سیکھنا لازمی ہوگا کہ سندھی جانے بغیر افسران مقامی لوگوں سے کس طرح بات چیت کر سکتے ہیں؟[۶۰]

وقفہ سوالات کے دوران میں خاں عبدالجبار خاں نے کہا جناب عالی! انگریزی انگریزوں کے ساتھ ولایت چلی گئی ہے چنانچہ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنی تقریر قومی زبان اردو یا پشتو میں کریں اور انگریزی اگر آپ کو اتنی ہی پیاری ہے کہ آپ اسے نہیں چھوڑ سکتے تو آپ بھی ولایت چلے جائیں۔[۶۱]

بیگم طاہرہ اعجاز حسین آغا نے وزیر اعلیٰ سے دریافت کیا کہ آیا حکومت اس مطالبے سے واقف ہے کہ سندھی کو بطور صوبائی زبان تسلیم کیا جائے اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس معاملے میں کیا اقدامات کیے ہیں؟

اس کے جواب میں بیگم جی۔اے خان (ڈپٹی وزیر) نے کہا کہ آئین کے مطابق اردو اور بنگالی ہی مملکت کی زبان ہوگی۔

اس مرحلے پر جی ایم سید نے کہا کہ آیا یہ درست ہے کہ ون یونٹ بناتے وقت صوبوں کو یہ یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ ان کی زبان اور ثقافت کا تحفظ کیا جائے گا۔ جواب میں وزیر اعلیٰ نے کہا سندھی، پنجابی اور پشتو اپنے اپنے علاقوں کی مقامی زبان ہوگی۔[۶۲]

سوالات کے متعلق جناب سپیکر کہہ رہے تھے کہ سیکرٹریٹ سے تمام سوالات کے جوابات انگریزی میں ہی آتے ہیں اور جو صاحب اردو میں چاہتے ہیں ان کے لیے یہاں اسمبلی کے دفتر میں اردو میں ترجمہ کر دیا جاتا ہے۔

ایک ممبر: کیا سندھی میں بھی ترجمہ ہو سکتا ہے؟

صاحبِ سپیکر: سندھی کا وہی درجہ ہے جو پشتو کا۔[۶۳]

جناب عبدالحمید جتوئی نے سندھی میں ضمنی سوال کیا جس کا ڈاکٹر خاں صاحب نے انگریزی میں جواب دیا۔[۶۴]

جناب شاہنواز جمال الدین پیرزادہ نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے سندھی میں کہنا شروع کر دیا۔[۶۵]

وقفہ سوالات کے دوران جناب جی ایم سید، جناب غلام مصطفےٰ غلام محمد خاں بھرگری اور قاضی فضل اللہ عبیداللہ نے سندھی میں اظہار خیال کیا۔[۶۶]

ایوان سے آوازیں آئیں کہ کیا آپ سندھی زبان سمجھتے ہیں تو صاحب سپیکر نے کہا سندھی زبان بڑی آسان ہے میں سمجھ سکتا ہوں۔[۶۷]

وقفہ سوالات کے دوران میں جناب غلام محمد خاں محمد ہاشم خاں نے سندھی میں اظہار خیال کیا۔[۶۸]

وقفہ سوالات کے دوران جناب جی ایم سید کے سندھی میں ضمنی سوال کا جواب جناب عبدالستار پیرزادہ (وزیر زراعت) نے سندھی میں دیا۔[۶۹]

وقفہ سوالات کے دوران میں جناب غلام محمد خاں محمد ہاشم خاں وسان نے کہا میں نے سیکرٹری صاحب کو لکھ کر دیا ہوا ہے کہ میرے سوال کا جواب یا اردو میں دیا جائے یا سندھی میں۔

مسٹر سپیکر: اردو میں جواب دیجیے۔

قاضی فضل اللہ عبیداللہ (وزیر ترقیات و آبپاشی): جواب اتنا لمبا ہے میں انگریزی میں پڑھ کر سناتا ہوں اگر وہ نہ سمجھے تو سندھی میں سناؤں گا۔

جناب غلام محمد خاں محمد ہاشم خاں وسان: مجھے جواب سندھی ہی میں دیں یا اردو میں۔

جناب سپیکر: سندھی میں دے دیں۔ (سوال کا جواب سندھی میں دیا گیا۔)[۷۰]

پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی اور سرائیکی کے علاوہ دیگر علاقائی زبانوں نے اردو کو اپنی ثقافت اور روایات سے مالا مال کیا۔ یہ زبانیں اُردو کے لیے تقویت کا باعث ہیں۔ اردو اور علاقائی زبانیں ایک دوسرے کی حریف نہیں ہیں بلکہ حلیف ہیں۔ اردو کو انگریزی کی جگہ لینی ہے نہ کہ علاقائی زبانوں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے جیسے اردو ترقی کرے گی علاقائی زبانیں بھی اسی رفتار سے ترقی کرتے ہوئے اپنی سطح بلند کرتی جائیں گی۔ ون یونٹ کی تشکیل کے بعد مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی کی مباحث کا بغور جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ بآسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اردو اور علاقائی زبانیں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں، ان کا ذخیرہ الفاظ مشترک ہے، گرائمر کم و بیش ایک ہے، لسانی خاندان اور رسم الخط یکساں ہے، حروفِ تہجی ایک سے ہیں، ثقافتی و تاریخی پس منظر مشترک ہے۔ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۵۱ (۳) میں بھی علاقائی زبانوں کو آئینی تحفظ دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے:

''قومی زبان کی حیثیت کو متاثر کیے بغیر، کوئی صوبائی اسمبلی قانون کے ذریعے قومی زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کو تعلیم، ترقی اور اس کے استعمال کے لیے اقدامات کر سکے گی۔''(۱۷)

سینیٹ آف پاکستان، قومی اسمبلی پاکستان اور پاکستان کی دیگر صوبائی اسمبلیوں کے قواعد وانضباط کار میں واضح طور پر تحریر ہے کہ اراکین اسمبلی عام طور پر اردو میں خطاب کر سکیں گے لیکن کوئی رُکن جو اردو میں اپنا مافی الضمیر تسلی بخش طور پر ادا نہ کر سکے گا، تو وہ سپیکر/چیئرمین کی اجازت سے انگریزی یا صوبے کی دیگر تسلیم شدہ زبان میں اسمبلی سے خطاب کر سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ Punjab Parliamentarians 1897-2007, Provincial Assembly of the Punjab, Lahore, 2007, Page-147

۲۔ PLD 1955, Central Statuses, Page-277 & The West Pakistan Constitutional Manual Vol-I, Page-224-248.

۳۔ Section 2 of the Establishment of West Pakistan Act 1955

۴۔ Punjab Parliamentarians 1897-2007, Provincial Assembly of the Punjab, Lahore, 2007, Page-147

۴۔ مباحث صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۳۲

۵۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۱ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۳۵

۶۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۶ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۳۶۱

۷۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۸ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۱۷۴

۸۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۹ مارچ ۱۹۵۸ء، ص ۹۳۷

۹۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۹ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۱ تا ۴

۱۰۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۲ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۱۰۱۔۱۰۲

۱۱۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲ جون ۱۹۵۶ء، ص ۸۶۸

۱۲۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، یکم اگست ۱۹۵۶ء، ص ۳۷۔۳۸

۱۳۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۰ جنوری ۱۹۵۷ء، ص ۲۰۶ تا ۲۰۸

۱۴۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۶ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۰۵۲

۱۵۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۱ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۲۲۹۔۱۲۳۰

۱۶۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۳۹۴۔۱۳۹۵

۱۷۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء، ص ۱۹۔۲۰

۱۸۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۴ مارچ ۱۹۵۸ء، ص ۶۶۳

۱۹۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۷ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۴۵۴

۲۰۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۹ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۶۱۸

۲۱۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۰۸

۲۲۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۸۷۰

۲۳۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۹ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۲۴۶

۲۴۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۵ ستمبر ۱۹۵۷ء، ص ۸۳۔۸۴

۲۵۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۶ ستمبر ۱۹۵۷ء، ص ۱۳۸۔۱۳۹

۲۶۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۸ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۵۰۴

۲۷۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۰ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۶۵۶

۲۸۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۳۹۸

۲۹۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۵۷۷۔۱۵۷۸

۳۰۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۵۹۲

۳۱۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۵۹۵۔۱۵۹۶

۳۲۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۶ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۶۹۶

۳۳۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۷ مارچ ۱۹۵۸ء، ص ۲۳۰۔۲۳۱

۳۴۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۵ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۳۱۲

۳۵۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۵ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۳۱۴

۳۶۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۶ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۳۶۲

۳۷۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۷ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۴۱۷۔۴۱۸

۳۸۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۱۹۵۔۱۹۶

۳۹۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۱۹۷

۴۰۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۶۱۲

۴۱۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء، ص ۶۱۰۔۶۱۱

۴۲۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۸ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۵۳۶

۴۳۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۲ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۱۰۲۔۱۰۳

۴۴۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۹ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۶۱۳

۴۵۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۶ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۹۷

۴۶۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۰ جنوری ۱۹۵۷ء، ص ۲۰۸

۴۷۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۸۲۸۔۸۲۹

۴۸۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۳ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۸۶۷

۴۹۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۵ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۶۴۹

۵۰۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۴۱۰

۵۱۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۶ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۰۵۲

۵۲۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۲۵۔۲۶

۵۳۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۴ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۲۳۱۔۲۳۲

۵۴۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۴ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۲۳۴

۵۵۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۵ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۳۱۳

۵۶۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۹ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۶۱۱

۵۷۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۱ مئی ۱۹۵۶ء، ص ۶۱۷

۵۸۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، یکم جون ۱۹۵۶ء، ص ۶۷۷

۵۹۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۴ جون ۱۹۵۶ء، ص ۹۱۹

۶۰۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۵ جون ۱۹۵۶ء، ص ۹۹۳

۶۱۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۰۶

۶۲۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۰۶

۶۳۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۰ جنوری ۱۹۵۷ء، ص ۲۰۸

۶۴۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۳۱ جنوری ۱۹۵۷ء، ص ۲۷۸۔۲۷۹

۶۵۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۴ فروری ۱۹۵۷ء، ص ۵۴۲

۶۶۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۹ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۲۳۴

۶۷۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۹ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۲۳۶

۶۸۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۹ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۲۳۶

۶۹۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۱ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۲۷۶۔۱۲۷۷

۷۰۔ مباحث مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۸ مارچ ۱۹۵۸ء، ص ۲۶۴

۷۱۔ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء، آرٹیکل نمبر ۲۵۱ (۳)